بسم اللہ الرحمن الرحیم

وضاحت مسئلہ رفع یدین

مؤلف

مفتی محمد مکرم محی الدین حسامی قاسمی

استاذ دار العلوم حیدر آباد

باہتمام

محترم جناب محمد حبیب الدین صاحب

(سابق لکچرر جامعۃ الملک عبد العزیز جدہ- حال مقیم امریکہ)

نام کتاب	:	وضاحت مسئلہ رفع یدین
مؤلف	:	مفتی محمد مکرم محی الدین حسامی قاسمی
		استاذ دارالعلوم حیدرآباد
فون نمبر	:	9704095041
باہتمام	:	جناب محمد حبیب الدین صاحب
		سابق لکچرر جامعۃ الملک عبدالعزیز جدہ
سن اشاعت	:	۱۴۳۴ھ م ۲۰۱۳ء
تعداد صفحات	:	۲۱
تعداد اشاعت	:	۱۰۰۰
کمپیوٹر وکمپوزنگ	:	حافظ محمد عبدالمقتدر عمران

ملنے کے پتے

۱۔ ہدی بک ڈسٹری بیوٹرس پرانی حویلی حیدرآباد فون:040-24514892

۲۔ جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد جامعہ نگر شیورام پلی فون:040-24016479

۳۔ محمد مکرم محی الدین مغلپورہ فون:9704095041

فہرست مضامین

ابتدائیہ

محترم جناب حبیب الدین صاحب (مقیم امریکہ) ایک علمی ذوق رکھنے والی شخصیت ہے، عبادات سے متعلق فقہی مسائل ودلائل پر وہ اچھی نظر رکھتے ہیں،

اوراس معاملہ میں سلیم الفکر طبیعت کے حامل ہیں، اکابر علماء کی تحقیقات جو اردو زباں میں موجود ہیں، ان سے خوب استفادہ کرتے ہیں، موصوف نے اپنے مقامی ماحول اور موجودہ فکری لہر کا اندازہ کرتے ہوئے مسئلہ رفع الیدین سے متعلق اردو کتابوں سے مواد اکٹھا کیا تھا، جس میں دلائل کے ساتھ ساتھ موجودہ نفسیات کا بھی لحاظ رکھا گیا تھا، یہ موضوع اگر چہ کوئی نیا نہیں تھا مگر اس کی پیش کش ایک خاص انداز سے کی گئی تھی، بندہ نے اس مواد کو سامنے رکھتے ہوئے بہت سارے مفید اضافے کئے، زبان وبیان کو تبدیل کیا اور ترتیب وتالیف کا کام کیا، عربی کتابوں سے حوالہ جات اکٹھا کئے، اس طرح یہ رسالہ اس موضوع پر قابل استفادہ ہوگیا، احقر کے لئے یہ بات باعث سعادت واطمینان ہے کہ اس رسالہ پر معروف علمی ودینی شخصیت فقیہ العصر حضرت الاستاذ مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی مدظلہم نے نظر ثانی فرمائی اور چند چیزوں کی جانب نشاندہی فرمائی، الحمدللہ حتی الوسع ان کو درست کرنے کی سعی کی گئی، اللہ تعالی سے دعاء ہے کہ وہ اپنی بارگاہ میں اس رسالہ کو قبول فرمائے اوراس کے ذریعہ غلط فہمیوں کا ازالہ فرمائے اور بندہ اوراس کے جملہ بزرگوں اور جناب حبیب الدین صاحب کے حق میں ذخیرہ آخرت بنائے! آمین

فقط والسلام

مفتی محمد مکرم محی الدین حسامی قاسمی

۱۹/ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ

۲۴/اکتوبر ۲۰۱۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله و كفى و سلام على عباده الذين اصطفى اما بعد:

مسئلہ رفع یدین یعنی نماز میں رکوع وسجدہ میں جاتے ہوئے دونوں ہاتھ کا اٹھانا، موجودہ ماحول میں دینی وعلمی؛ بلکہ عوامی حلقوں کا بھی ایک جانا پہچانا مسئلہ ہے، بعض گوشوں سے اس میں ضرورت سے زیادہ شدت ہوتی جارہی ہے، حالانکہ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس پر نماز کا صحیح ہونا موقوف ہو۔

رفع یدین سے متعلق دو اہم بحثیں

رفع یدین کے بارے میں عموماً دو طرح کی بحث وتحقیق کی جاتی ہے:

ا۔ نماز میں ہاتھ کو کہاں تک اٹھایا جائے، کانوں تک یا کندھوں تک؟

زیر نظر رسالہ میں اس پر گفتگو نہیں کی گئی ہے؛ کیوں کہ یہ کوئی شدید اختلافی مسئلہ نہیں ہے؛ بلکہ علامہ نووی شافعیؒ اور محقق ابن ہمام حنفیؒ کا خیال اس سلسلہ میں یہ ہے کہ یہ محض تعبیر اور انداز بیان کا اختلاف ہے، واقعہ یہ ہے کہ ہاتھ اس طرح اٹھانے چاہئے کہ پہنچے یا ہتھیلیاں، کندھوں کے برابر میں ہوں اور انگوٹھے کانوں کی لو کے مقابل میں ہوں، اس لحاظ سے یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ ہاتھ کندھوں تک اٹھائے گئے جیسا کہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے اور یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ ہاتھ کانوں تک اٹھائے گئے جیسا کہ بعض احادیث میں مذکور ہے۔(ابو داؤد : باب رفع اليدين فى الصلاة: ۷۲۴. نووی شرح مسلم ۲/۱۱۹. باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين . فتح القدير ۱/۲۸۲باب صفة الصلاة)

۲۔ نماز میں ہاتھوں کو کب کب اٹھایا جائے؟

تکبیر تحریمہ کے موقع پر رفع یدین تو ایک اتفاقی مسئلہ ہے، تقریباً پچاس صحابہ سے اس سلسلہ کی روایات ثابت ہیں۔(طرح التثريب فى شرح التقريب ۲/۲۵۴. باب رفع اليدين)

تکبیر تحریمہ کے علاوہ رکوع میں جاتے، رکوع سے اٹھتے اور دیگر اوقات میں بھی آیا رفع یدین کرنا چاہئے یا نہیں؟ یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے اور دورِ صحابہ ہی سے اس میں اختلاف چلا آ رہا ہے۔

رفع یدین کی فقہی حیثیت

آغاز بحث سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ رفع یدین کوئی ایسا عمل نہیں ہے جو نماز کے ارکان وفرائض میں سے کوئی رکن یا فرض ہو، علامہ نووی شافعیؒ نے صاف کہہ دیا ہے کہ یہ سنت اور مستحب درجہ کا عمل ہے، جس کے ترک کرنے سے سجدۂ سہو بھی واجب نہیں ہوتا۔(**المجموع شرح المهذب : مسائل منثورة تتعلق بالرفع ۳/ ۳۰۹**)اس کے باوجود اس کو سنت متواترہ قرار دینا اور اس کے نہ کرنے والوں کی نماز کو ناقص ٹھرانا کس قدر جرأت وجسارت کی بات ہے!

ہم احناف رفع یدین کے قائل نہیں ہیں؛ مگر اس کے کرنے والوں کے خلاف بھی نہیں، رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، فرق اتنا ہے کہ احناف رفع یدین نہ کرنے کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل سمجھتے ہیں اور دیگر حضرات کا خیال یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ دو تین جگہ اور، رفع یدین ہے، دلائل ہر دو کے پاس ہیں، ضرورت ایک دوسرے کو برداشت کرنے اور علمی وسعت ظرفی کے مظاہرہ کرنے کی ہے،

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رفع یدین نہ کرنے کے ناقل ہیں، امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ نے اس کو لیا ہے، اس کے برخلاف حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بعض روایات میں رفع یدین کرنا منقول ہے، امام شافعیؒ وغیرہ نے اس کو اختیار کیا ہے، اب کیا یہ تصور ہو سکتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی نماز کو غلط قرار دیں یا امام شافعیؒ امام ابوحنیفہؒ کے موقف کو باطل ٹھرائیں، امام شافعیؒ تو امام مالکؒ کے براہِ راست شاگرد ہیں اور امام محمدؒ سے بھی _ جو امام ابوحنیفہؒ کے نامور شاگرد ہیں _ انہوں نے کسب فیض کیا ہے، امام ابوحنیفہؒ کو وہ فقہ کے میدان میں نہ صرف پیشوا؛ بلکہ تمام علماء کو اس میدان میں امام صاحب کا محتاج سمجھتے ہیں۔(**تذكرة الحفاظ ۱/ ۱۶۸ تذکرہ ابو حنيفة الامام الاعظم**)

دنیا میں فقہ اور احکام شرع انہی نامور ائمہ کے ذریعہ پھیلے، جس خطہ کے لوگوں کے پاس، جس امام کے

واسطہ سے فقہ وشریعت پہنچی، وہی طریقے وہاں پر رائج ہوگئے، مثال کے طور پر مصر وخراسان (انڈونیشیا) میں شافعی علماءکرام کی کثرت تھی، اس لئے فقہ شافعیؒ وہاں رائج ہوگیا، (**تاریخ ابن خلدون الفصل السابع فی علم الفقہ ۱/ ۵۶۷**) افریقہ اور بلادِ مغرب میں مالکی فقہ کو قبول عام حاصل ہوا، (**تاریخ ابن خلدون ۱/ ۵۶۸-۵۶۹**) برصغیر ہندوپاک اور روس وترکی کے علاقوں میں فقہ حنفی کو اختیار کیا گیا، ان ممالک میں نماز کے طریقے بھی انہی مکاتب فقہ کے مطابق جاری ہوگئے۔

ایسے ماحول میں کوئی حنفی، انڈونیشیا یا افریقہ کے ممالک میں فقہ حنفی کی تبلیغ کرے اور فقہ شافعی، ومالکی کی تردید کرنا شروع کردے تو کیا اسے دین کی خدمت کہا جائے گا یا یہ حرکت، شرارت وفساد کہلائے گی؟ بالکل اسی طرح اگر کوئی شافعی یا مالکی ان علاقوں میں جہاں فقہ حنفی کا سکہ چلتا ہے، یہ ڈھنڈورا پیٹنے لگے کہ فقہ حنفی، ایک باطل مکتب فکر کا نام ہے اور حنفیوں کی نماز خلاف سنت وخلاف شریعت ہے، آیا ایسے ناعاقبت اندیش اور حکمت سے محروم شخص کو ایک سمجھدار انسان بھی کہا جاسکتا ہے؟

رفع یدین نہ کرنے کے دلائل

ترک رفع یدین کے راوی عبداللہ بن مسعودؓ کا علمی مقام

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ نہایت قریبی اور ہمہ وقتی خادم تھے، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین بردار کے لقب سے معروف تھے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ اور مسواک پیش فرمانے کی خدمت انجام دیا کرتے تھے۔(**الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ۴/ ۲۰۰ تذکرہ عبد اللہ بن مسعودؓ**) سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے تعلق سے ارشاد فرمایا: میں نے اپنی امت کے لئے وہ پسند کیا جسے عبداللہ بن مسعودؓ نے پسند کیا ہے اور میں نے اپنی امت کے لئے وہ بات ناپسند کی جسے عبداللہ بن مسعودؓ نے ناپسند کی ہے۔(**مجمع الزوائد ۹/ ۲۹۰ باب ما جاء فی عبد اللہ بن مسعودؓ**)

حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ عبداللہ بن مسعودؓ: علم سے بھرا ہوا برتن ہے۔(**حلیۃ الاولیاء ۱/ ۱۲۹ تذکرہ عبد اللہ بن مسعودؓ**)

حضرت حذیفہؓ کا فرمان ہے: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ: عادات واطوار واخلاق میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ (طبقات ابن سعد عبد الله بن مسعودؓ ۳/ ۱۱۴)

پہلی حدیث: یہ عظیم الشان صحابی رسول اپنے شاگردوں سے کہتے ہیں: کیا میں تم لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نماز پڑھاؤں؟ یہ کہہ کر نماز پڑھائی اور صرف پہلی بار (آغاز نماز میں) رفع یدین کیا۔ (ترمذی: باب ماجاء ان النبی صلی الله علیه وسلم لم یرفع الا فی اول مرة: ۲۵۷۔ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن اور علامہ ناصر الدین البانی نے صحیح قرار دیا ہے)

دوسری حدیث: حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آغاز نماز کے لئے تکبیر کہتے تو ہاتھ اٹھاتے پھر دوبارہ ہاتھ نہیں اٹھاتے۔ (ابو داؤد: باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع: ۷۵)

علامہ ظفر احمد عثمانیؒ نے علامہ ابن الترکمانیؒ اور دیگر ماہرین اسماء الرجال کے حوالوں سے اس کی سند پر عالمانہ بحث کر کے اسے حسن قرار دیا ہے، (اعلاء السنن ۳/ ۸۵ باب ترک رفع الیدین فی غیر الافتتاح. الجوهر النقی: باب من لم یذکر الرفع الا عند الافتتاح)

تیسری حدیث: حضرت علقمہؒ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ وعمرؓ کے ساتھ نماز پڑھی، یہ حضرات صرف آغاز نماز میں رفع یدین کیا کرتے تھے (السنن الکبری للبیهقی: باب من لم یذکر الرفع الا عند الافتتاح: ۲۶۳۶. مسند ابو یعلی مسند عبد الله بن مسعودؓ: ۵۰۳۹) اس کی سند میں محمد بن جابر ہیں جس کو امام دارقطنیؒ نے ضعیف قرار دیا ہے مگر اسحاق بن ابی اسرائیل (جن کو امام دارقطنی نے ثقہ تسلیم کیا ہے میزان الاعتدال: اسحاق بن ابراهیم ۱/ ۱۸۲) نے محمد بن جابر کو بہت سے ثقہ اور ان سے اعلی درجہ کے محدثین پر فوقیت دی ہے، پھر کبار محدثین مثلاً ایوب، ابن عون، هشام بن حسان، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شعبہ وغیرہ ان سے روایت کرتے ہیں، اگر محمد بن جابر ضعیف درجہ کے راوی ہوتے تو یہ نامور ائمہ جرح وتعدیل ان سے روایت نہ کرتے، معلوم ہوا کہ یہ حدیث جید ہے۔ (الجوهر النقی: باب من لم یذکر الرفع الا عند

الافتتاح ۲/ ۷۸)

چوتھی حدیث : حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:(شریعت میں)رفع یدین سات مقامات میں ہے:

ا۔نماز شروع کرتے وقت۲۔ بیت للہ کے استقبال کے موقع پر۳۔صفا پر۴۔مروہ پر۵۔عرفہ میں ۶۔ مزدلفہ میں ۷۔جمرۂ اولی وو سطی کے پاس۔(المعجم الکبیر : مقسم عن ابن عباسؓ : ۱۲۰۷۲ طحاوی : باب رفع الیدین عند رؤیة البیت : ۳۸۲۱)علامہ عینیؒ نے اس حدیث کومقبول قرار دیا ہے ۔(شرح ابی داؤد للعینی ۳/ ۲۹۹ باب فی رفع الیدین)

قابل غور بات اس حدیث میں یہ ہے کہ سات مقامات میں تکبیر تحریمہ کے وقت تو رفع یدین کا تذکرہ موجود ہے؛لیکن رکوع میں جاتے اوراٹھتے وقت رفع یدین کا کوئی ذکر نہیں۔

پانچویں حدیث : امام بخاریؒ کے استاذ حضرت حمیدیؒ،امام زہریؒ سے اورزہری سالم بن عبداللہؒ سے اوروہ اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے تو مونڈھوں تک اپنے ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع میں جانا چاہتے اوررکوع کے بعد سر اٹھاتے تو رفع یدین نہ کرتے اور نہ سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے ۔(مسند حمیدی : ۶۱۴ مسند عبد الله بن عمرؓ)حمیدیؒ تو استاذ بخاری ہیں،ان کی سند سے بخاری میں بے شمار روایات ہیں ،حمیدیؒ سے اوپر والی پوری سند محدثین کے یہاں صحیح ترین سند اور سنہری زنجیر کہلاتی ہے۔(شرح نخبة الفکر للقاری ۱/ ۲۶۴. الناشر دار الارقم .لبنان)

رفع یدین کی روایات اوران پر بحث

رفع یدین کے قائلین کا سب سے بڑا استدلال حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت سے ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کھڑے ہوتے تو کندھوں تک اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت رکوع کے لئے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے اپنے سر کو اٹھاتے تو رفع یدین کیا کرتے تھے۔(بخاری : باب رفع الیدین اذا کبر واذا رکع: ۷۳۶)

جہاں تک اس حدیث کے ثبوت کا تعلق ہے ہم اس کے منکر نہیں، بلا شبہ یہ حدیث اعلی درجہ کی صحیح اور اس کی سند سنہری زنجیر ہے، لیکن اس کے باوجود افضلیت کے قول کے لئے حنفیہ نے اس حدیث کو اس لئے ترجیح نہیں دی کہ رفع یدین کے مسئلہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایات اتنی متعارض ہیں کہ ان میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا مشکل ہے۔

ا۔بعض روایات میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نماز پڑھی تو اپنی نماز میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ کہیں رفع یدین نہیں کیا۔(طحاوی : باب التکبیر للرکوع:۱۲۵۵)۔یہ حدیث صحیح درجہ کی ہے۔(البنایۃ ۲/ ۲۵۹ شرح ابی داؤد للعینی : باب فی رفع الیدین ۳/ ۳۰۵)

۲۔بعض روایات میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نقل کیا کہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔(موطا امام مالک : باب افتتاح الصلاۃ : ۱۶۸ – موطا مالک کی تمام روایات صحیح ہیں. حجۃ اللہ البالغہ ۱/ ۲۳۱. باب طبقات کتب الحدیث)

۳۔بعض روایات میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کھڑے ہوتے تو کندھوں تک اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے، رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا فرمایا کرتے تھے۔(بخاری : باب رفع الیدین اذا کبر واذا رکع: ۷۳۶)

۴۔بعض روایات میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے، جب رکوع میں جاتے تو رفع یدین کرتے جب رکوع سے اٹھتے تو رفع یدین کرتے اور جب دوسری رکعت سے (قعدۂ اولی سے) کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے ۔(بخاری : باب رفع الیدین اذا قام من الرکعتین : ۷۳۹)

۵۔بعض روایات میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں جاتے وقت بھی رفع یدین فرمایا کرتے تھے۔(الاوسط للطبرانی اوسط : ۱۶ حدیث من اسمہ احمد)۔علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں: اس کی سند صحیح ہے۔(مجمع الزوائد : باب رفع الیدین فی الصلاۃ : ۲۵۹۰)

۶۔امام طحاویؒ کی مشکل الآ ثار میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جھکتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے، رکوع، سجدہ، قیام اور سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین کیا کرتے تھے اور اسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل قرار دیتے تھے۔(**شرح مشکل الآثار : ۵۸۳۱باب بیان مشکل ما روی عن عبد اللہ بن عمر فی ھذا المعنی ای فی رفع الایدی فی التکبیر لافتتاح الصلاۃ وفیما سوی ذلک**)

ان روایات کو ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے رفع یدین کے بارے میں چھ طریقے منقول ہیں، امام شافعیؒ نے ان روایات میں سے چوتھی روایت پر عمل کرتے ہوئے صرف ایک طریقے کو اختیار کیا ہے اور باقی کو چھوڑ دیا ہے، جبکہ دوسری روایات بھی قابل استدلال ہیں اور صحیح یا کم ازکم حسن اسانید سے ثابت ہیں ؛لہذا اگر حنفیہ نے ان میں سے پہلی قسم کی روایت کو اختیار کرتے ہوئے کسی ایک طریقہ کو اپنایا ہے تو صرف انہی پر اعتراض کیوں؟ جبکہ حنفیہ کے پاس پہلی روایت کو اختیار کرنے کی معقول توجیہات اور موزوں دلائل موجود ہیں، جو درج ذیل ہیں،

رفع یدین کیوں نہیں کیا جائے؟

۱۔نماز کی تاریخ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے افعال حرکت سے سکون کی طرف منتقل ہوئے ہیں، پہلے نماز میں بات چیت کرنا، سلام کرنا، ادھرادھر توجہ کرنا جائز تھا(آثارالسنن ۱/۰ ۲۷۔۲۷۳۔۲۸۹) مگر بعد میں یہ ساری چیزیں ممنوع کردی گئیں ، رفع یدین بھی حرکت والا عمل ہے ، آہستہ آہستہ اس کو بھی ختم کردیا گیا اور سوائے تکبیر تحریمہ کے کہیں اس کو باقی نہیں رکھا گیا۔

۲۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین کی روایت نقل کرنے والے صحابہ زیادہ تر کم سن ہیں، جیسے حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ یا وہ صحابہؓ ہیں جنھوں نے کبھی کبھار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھا جیسے حضرت وائل بن حجرؓ، جبکہ رفع یدین نہ کرنے والی روایات بڑی عمر اور اونچے درجہ کے صحابہ سے منقول ہیں، جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ، ایسے ہی حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور باقی خلفاءراشدین میں سے کسی سے بھی رفع یدین کرنا منقول نہیں ہے۔(آثار السنن ۱/ ۲۱۵)علامہ عینیؒ فرماتے ہیں: صحابہ کرام میں

عشرۂ مبشرہ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، جابر بن سمرہؓ، براء بن عازبؓ، ابوسعید خدریؓ وغیرہ تابعین وتبع تابعین میں حضرت علقمہؒ، اسودؒ شعبیؒ، ابراہیم نخعیؒ ابن ابی لیلیٰؒ، ابواسحاقؒ، خیثمہؒ، قیسؒ، ثوریؒ، مالکؒ، ابن القاسمؒ، عاصم بن کلیبؒ وغیرہ رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے۔(**شرح ابی داؤد للعینی : باب فی رفع الیدین ۳/۳۰۳**)چنانچہ حضرت مغیرہؒ سے روایت ہے: میں نے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے عرض کیا: حدیثِ وائل بن حجرؓ میں تو ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکبیر تحریمہ اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے دیکھا ہے؟ حضرت ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا: حضرت وائلؓ نے ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہوگا، جبکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے پچاسیوں دفعہ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مواقع پر رفع یدین نہ کرتے دیکھا ہے (**شرح معانی الآثار للطحاوی : باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود والرفع من الرکوع هل مع ذلک رفع ام لا : ۱۳۵۱**)

۳۔اسلام کے دو اہم مراکز، مدینہ اور کوفہ کے رہنے والوں کا تعامل، رفع یدین نہ کرنے کا رہا ہے، (**التمهید لابن عبد البر الحدیث الرابع والعشرون ۹/۲۱۳ . نیل الفرقدین : ۲۲**)

امام مالکؒ جو امام دارالھجرۃ بھی کہلاتے ہیں: وہ فرماتے ہیں کہ میں کسی اہل علم کو نہیں جانتا جو پہلی رفع یدین کے بعد پھر رفع یدین کرتا ہو۔(**المدونة الکبری: رفع الیدین فی الرکوع والاحرام ۱/۱۶۵**)

امام مالکؒ کا دور ۹۳ھ تا ۱۷۹ھ رہا ہے، علامہ ابن خلدونؒ نے تصریح کی ہے کہ امام مالکؒ کے یہاں تعامل اہل مدینہ بڑا اہم اصول ہے۔(**تاریخ ابن خلدون : الفصل السابع فی علم الفقه ۱/۵۶۵**)

۴۔فقہ کے چاروں ائمہ میں سے دو حضرات امام ابوحنیفہؒ وامام مالکؒ رفع یدین کے قائل نہیں، امام شافعیؒ واحمدؒ اس کے قائل ہیں، امام ابوحنیفہؒ وامام مالکؒ اساتذہ کے درجہ کے امام ہیں، جب انھوں نے یہ مسلک اختیار کیا تو ظاہر ہے، ان حضرات نے اکابر تبع تابعین کو دیکھ کر ہی یہ طریقہ اختیار کیا ہوگا اور اکابر تبع تابعین نے تابعین کی اور تابعین نے صحابہ کرام ہی کی نقل اتاری ہوگی۔

۵۔امام ترمذیؒ (المتوفی ۲۷۹ھ) فرماتے ہیں: بہت سے اہل علم صحابہ کرام اور تابعین کا یہی (رفع یدین نہ کرنے کا) مذہب ہے، حضرت سفیان ثوریؒ اور اہل کوفہ کا بھی یہی مسلک ہے۔(ترمذی باب رفع الیدین

عندالرکوع:۲۵۷)

واضح رہے کہ کوفہ وہ مقدس شہر ہے جہاں تقریباً ڈیڑھ ہزار سے زائد صحابہ فروکش (مقیم) ہو گئے تھے،(الثقات للعجلی : باب فیمن نزل الکوفة وغیرها من الصحابة ۲/۴۴۸) امام بخاریؒ نے بھی احادیث جمع کرنے کی غرض سے بارہا اس کا سفر کیا ہے(فتح الباری :نسبه ومولده ومنشئه ومبدأطلبه للحديث ۱/۴۷۸) ایسے شہر میں اجماعی طور پر رفع یدین متروک تھا۔

۶۔مکہ مکرمہ میں بھی رفع یدین اس وقت شروع ہوا جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ۶۴ھ میں خلیفہ بنے۔(تاريخ الاسلام للذهبى ۵/۳۳حوادث سنة اربع وستين) کتب احادیث میں ہے کہ: جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے خلیفہ بننے کے بعد نماز پڑھائی تو رفع یدین کیا، مکہ کے رہنے والے تابعی میمون مکیؒ کو اس عمل کو دیکھ کر حیرت ہوئی یعنی یہ چیز ان کو نئی نظر آئی کہ اس سے پہلے تو رفع یدین نہیں ہوتا تھا، انہوں نے فوراً حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی خدمت میں پہنچ کر عرض کیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ایسی نماز پڑھائی جو میں نے کسی کو ایسی نماز پڑھتے نہیں دیکھا، حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ان کی حیرت کو ختم کرنے کے لئے فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا بھی کیا ہے۔(مسند احمد:۲۳۰۸ .مسند عبد الله بن العباس. ابو داؤد:باب افتتاح الصلاة : ۷۳۹)

اب اگر رفع یدین سنت متواترہ ہوتی تو مکہ میں رہنے والے تابعی میمون مکیؒ کو اس پر حیرت کیوں ہوتی، بظاہر اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مکہ میں بھی رفع یدین متروک تھا، سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ کے دور خلافت میں اس کا پھر دوبارہ رواج ہوا اور چوں کہ امام شافعیؒ کا بچپن مکہ میں ہی گذرا اس لئے وہ بھی رفع یدین کرتے تھے۔

۷۔رفع یدین کرنے کی احادیث صرف فعلی ہیں، جبکہ رفع یدین نہ کرنے والی احادیث فعلی بھی ہیں اور قولی بھی ہیں، مثلاً حضرت براء بن عازبؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل منقول ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے پھر دوبارہ کہیں رفع یدین نہ کرتے تھے(طحاوی :۱۳۴۷-۱۳۴۹ باب التكبير للركوع والتكبير للسجود والرفع من الركوع هل مع ذلك رفع أم لا ؟)اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول مروی ہے کہ سات مقامات کے علاوہ کہیں رفع یدین نہ کیا جانا چاہئے، ان سات مقامات میں تکبیر تحریمہ کے

موقعہ پر رفع یدین تو شامل ہے؛ مگر رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کا تذکرہ نہیں ہے۔(شرح ابی داود للعینی : باب فی رفع الیدین :۲۹۹/۳)

۸۔ بہت ساری وہ احادیث جن میں نماز کی مکمل کیفیت کا بیان ہے؛ لیکن ان میں اس اختلافی رفع یدین کا تذکرہ موجود نہیں ہے، یہ احادیث حدیث کی کئی کتابوں میں آئی ہیں۔(بخاری : باب امر النبی الذی لایتم رکوعہ بالاعادۃ :۷۹۳بخاری : باب ایجاب التکبیر وافتتاح الصلاۃ : ۷۳۲ بخاری : باب المکث بین السجدتین : ۸۱۸ ابن ماجہ : باب اتمام الصلاۃ ۱۰۶۲)

مسئلہ رفع یدین اور اس نوع کے بعض مسائل سے متعلق چند مغالطے یا غلط فہمیاں

پہلا مغالطہ: بخاری کی روایات صحیح دیگر روایات ضعیف

ا۔ایک مشہور اور عمومی مغالطہ یہاں یہ ہوتا ہے کہ رفع یدین سے متعلق احادیث صحیح بخاری میں موجود ہیں، جب کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ترک رفع یدین والی روایت بخاری میں نہیں؛ بلکہ ترمذی یا دیگر کتب احادیث میں ہے،اس سے یہ باور کرلیا جاتا ہے کہ رفع یدین والی روایات صحیح اور قابل عمل ہیں اور ترک رفع یدین والی روایات ضعیف اور ناقابل عمل ہیں،

معلوم ہونا چاہئے کہ یہ ایک خودساختہ اصول ہے جو اس کے وضع کرنے والوں کی علمی سطح اور فن حدیث سے جہالت کی نمائندگی کرتا ہے،علم اصول حدیث کی چودہ سوسالہ تاریخ میں کہیں بھی اس کا نشان نہیں ملتا، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ نہ ہی ساری صحیح احادیث بخاری میں جمع کردی گئی ہیں اور نہ یہ بات ہے کہ بخاری کے علاوہ دیگر کتب احادیث ناقابل اعتبار ہیں،

خود امام بخاریؒ کا فرمان ہے: میں نے اپنی اس کتاب میں صحیح احادیث ہی کی تخریج کی ہے اور جن صحیح احادیث کو میں نے اپنی کتاب میں نہیں لیا ہے وہ اس سے زیادہ ہیں۔(شروط الائمہ الخمسۃ للحازمی : ۸۱)ایک موقع پر ارشاد فرمایا: مجھے ایک لاکھ صحیح احادیث یاد ہیں۔(حوالۂ سابق)

امام مسلمؒ نے بھی اپنی صحیح میں ایک جگہ صاف کہہ دیا ہے کہ ایسی بات نہیں کہ میں نے ہر صحیح حدیث کو اپنی کتاب میں رکھ دیا ہے،البتہ اتنا ضرور ہے کہ میری کتاب کی ہر حدیث صحیح ہے۔(مسلم : باب التشہد

فی الصلاۃ : ۲۱۲)

بخاری و مسلم نے ساری صحیح احادیث کو کیوں نہیں لیا؟

امام بخاریؒ نے بعض صحیح احادیث کو لیا اور بعض کو نہیں لیا، اس کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ وہ صحیح احادیث جو کسی اور ذریعہ سے امت میں محفوظ و مروج ہوگئی ہیں، ان کو انہوں نے نہیں لیا، مثال کے طور پر جس طرح بخاریؒ میں امام ابوحنیفہؒ کی سند سے کوئی روایت نہیں، اسی طرح امام مالکؒ وشافعیؒ واحمدؒ کے ساتھ بھی امام بخاریؒ کا کم وبیش یہی معاملہ ہے، شاید امام بخاریؒ کے پیش نظر یہ ہو کہ ان ائمہ کے شاگردوں نے ان سے مروی احادیث کو عمدہ طریقہ پر محفوظ ومضبوط کر دیا ہے، جامع المسانید میں رفع یدین نہ کرنے کی روایت حضرت امام ابوحنیفہؒ سے صحیح سند کے ساتھ ان کے شاگرد روایت کرتے ہیں، اوپر کے تمام راوی نہایت اعلی معیار کے ہیں، اس کے باوجود یہ حدیث امام بخاریؒ نے نہیں لی؛ کیوں کہ یہ حدیث امام صاحبؒ کے شاگردوں کے ذریعہ امت میں محفوظ ومعمول ہوگئی تھی،

اس کا بھی امکان ہے کہ امام بخاریؒ کے زمانے تک پہنچتے پہنچتے واسطے زیادہ ہوگئے ہوں اور کوئی نیچے کا راوی امام بخاریؒ کے معیار پر پورا نہ اترتا ہو، اس وجہ سے امام بخاریؒ نے اس کو نہیں لیا ہو،

ویسے امام ابوحنیفہؒ کے مایہ ناز شاگردوں کے واسطہ سے تو بخاری میں روایات موجود ہیں، ثلاثیات بخاری (وہ روایات جن میں امام بخاریؒ اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہیں) جو امام بخاریؒ کے سرمایہ فخر وناز ہیں، ان کی کل تعداد بخاری میں ۲۲ ہے۔(کشف الظنون ۱/۵۲۲)جن میں سے ۱۱/ثلاثیات امام ابوحنیفہؒ کے نامور شاگرد مکی بن ابراہیم کے واسطہ سے ہیں۔(مقام ابی حنیفہؒ ص: ۱۱۱)

چند ثلاثیات ابوعاصم النبیل کے واسطے سے ہیں، یہ بھی امام صاحب کے شاگرد ہیں۔(اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ : ومن اصحاب ابی حنیفۃ علی بن مسهر ۱/۱۵۹)

بخاری میں ساری صحیح روایات موجود نہ ہونے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ امام بخاری جس طرح محدث ہیں ایسے ہی مجتہد وفقیہ بھی ہیں، جن روایات کو انہوں نے اپنے اجتہاد اور فقہی ذوق کے مطابق پایا، اپنی کتاب میں اس کو لے لیا، باقی کو چھوڑ دیا، جس کی بناء پر ان کے بعض اجتہادات امام شافعیؒ کے موافق ہوگئے اور بعض امام ابو

حنیفہؒ کے(مقدمہ فیض الباری ص:۵۸)

اس سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ بخاری کی روایات امام بخاریؒ کے مسلک فقہی کے موافق ہیں، ظاہر ہے صرف اتنی بنیاد پر دیگر مسالک فقہیہ کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، جبکہ دیگر مسالک فقہیہ کے جوائمہ ہیں، وہ فقہ کے میدان میں امام بخاریؒ سے کئی گنا آگے ہیں، حدیث کے میدان میں بھی ان ائمہ کا مقام و مرتبہ امام بخاریؒ سے کچھ کم نہیں،

ائمہ اربعہ اور علم حدیث

امام ابو حنیفہؒ کو ستر ہزار سے زائد احادیث یاد تھیں اور انھوں نے اپنی حدیث کی کتاب ''الآثار'' کا انتخاب چالیس ہزار احادیث سے کیا تھا۔(مناقب الامام ابی حنیفہؒ للقاری مع الجواھر المضیة ۲/۴۷۴)

امام مالک کی مؤطا تمام تر ثلاثیات کا مجموعہ ہے اور اسے امام شافعیؒ نے کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب قرار دیا۔(حجة الله البالغة ۱/۳۷۷)

امام شافعیؒ اتنے بڑے محدث تھے کہ امام نسائی کے استاذ حضرت بلال بن العلا فرمایا کرتے تھے: محدثین تو امام شافعیؒ کے حاجتمند ہیں (تاریخ دمشق ۲۸۵/۵۴) مسند شافعیؒ جس میں امام شافعیؒ کی مرویات ہیں، اس میں تقریباً بارہ سو روایات موجود ہیں (حاشیہ تدریب الراوی ۱۷۵/۱)اور امام شافعی کی یہ کتاب متون حدیث کی اہم کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔(امام محمد بن ادریس الشافعی: حیات و خدمات:۴۳)

امام احمدؒ کی مسند احمد میں لگ بھگ چالیس ہزار احادیث موجود ہیں، حافظ ابن کثیرؒ کہتے ہیں: مسند احمد میں بہت ساری احادیث ایسی ہیں جو بخاری و مسلم کے ہم پلّہ ہیں۔(ما تمس اليه الحاجة ص:۲۲)

تفصیل بالا سے ثابت ہوا کہ ''بخاری و مسلم کی احادیث صحیح، باقی ضعیف'' ایک ایسا من گھڑت اصول ہے جو شر پسندی؛ بلکہ انکار حدیث کا زینہ ہے، جس زمانے میں صحیح مسلم، لفظ صحیح کے ٹائٹل کے ساتھ منظر عام پر آئی تھی، اس وقت بعض بالغ نظر علماء نے اس فتنہ کو بھانپ لیا تھا اور اس معاملہ میں امام مسلم پر سخت عتاب کیا تھا: چنانچہ امام ابوزرعہ اور امام ابن وارہؒ کے بارے میں منقول ہے کہ ان حضرات نے امام مسلمؒ سے فرمایا کہ: آپ نے

اپنی کتاب کا نام صحیح کیوں رکھا؟ یہ تو شر پسندوں کو انکار حدیث کی ڈھال فراہم کرنا ہوا، اب بے شمار احادیث کے بارے میں وہ صاف کہہ دیں گے کہ یہ ''صحیح'' میں نہیں ہیں، لہذا مردود ہیں! امام مسلمؒ نے معذرت کی کہ میں نے یہ کب کہا کہ صحیح مسلم کے ماسوا احادیث ضعیف ہیں (شروط الائمہ للحازمی : ۸۴)

دوسرا مغالطہ

یہ خیال کیا جاتا ہے کہ کسی حدیث کا سنداً صحیح ہونا عمل کے لئے کافی ہے، یہ دیکھنے کی تکلیف نہیں کی جاتی کہ آیا اس حدیث کا حکم بھی برقرار ہے یا پھر وہ منسوخ ہوگئی ہے؟ آیا وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مستقل عمل بھی ہے یا پھر وقتی وحادثاتی عمل ہے؟ آیا اس حدیث پر امت کا تعامل بھی ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے ان باتوں سے صرف نظر کر کے محض صحیح حدیث پر عمل کا جذبہ انسان کو کسی اور راستہ پر لے کر چلا جاتا ہے،

مثال کے طور پر: نماز میں بات چیت کا ثبوت صحاح کی روایات سے ہے، مگر اس کے بالمقابل دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیز منسوخ کر دی گئی، اب اگر کوئی آدمی اس دوسری حدیث کو سامنے نہ رکھے اور نماز میں بات چیت کے عمل کو جاری سمجھے تو وہ ایک ایسے عمل کو کرنے والا ہوگا جو اب اسلامی حکم نہیں رہا۔

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی روایت بخاری شریف میں موجود ہے، مگر یہ ایک اتفاقی وحادثاتی عمل ہے، بیٹھ کر پیشاب کرنے کی روایت بخاری میں موجود نہیں، حالانکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مستقل عمل اسی کے مطابق تھا، اب اگر کسی کو بخاری کا بخار چڑھ گیا ہو تو شاید وہ اس پر اصرار کرنے لگے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا چاہئے، ظاہر ہے یہ کوئی اسلامی تہذیب نہیں ہوسکتی۔

صحیح حدیث ہے کہ کوئی شرابی چوتھی بار شراب نوشی کا ارتکاب کرے تو اسے قتل کردو (ترمذی ابواب الحدود: ۲۶۷)

یہ روایت مسلم کی شرط پر ہے اور دس سے زائد صحابہ کرام سے مروی ہے۔ (قوت المغتذی ۱/۲۶۷) مگر اس پر امت کا تعامل نہیں، ایسے ہی مسلم شریف کی روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں رہ کر ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کسی خوف یا بارش کے عذر کے بغیر جمع فرمایا۔ (مسلم مع فتح الملھم : باب جواز الجمع بین الصلاتین فی السفر ۲/۲۶۵ .ترمذی : باب ماجاء فی الجمع بین

الصلاتین ۱/۴۷)امام ترمذیؒ فرماتے ہیں، اس حدیث پر کسی فقیہ کا عمل نہیں (ترمذی : کتاب العلل ۲/۲۳۳)اس سے معلوم ہوا کہ تنہا حدیث کا صحیح ہو جانا کافی نہیں ؛ بلکہ ان سارے مباحث کو طئے کرنا ضروری ہے، بسا اوقات حدیث سنداً ضعیف ہوتی ہے ؛مگر امت کے تعامل کی بناء پر اسے قبول کرلیا جاتا ہے اور وہ شریعت کا ایک حکم ہو جاتا ہے، مثال کے طور پر یہ حدیث کہ:''وارث کے لئے وصیت نہیں ہوتی'' امام شافعیؒ کی تصریح کے مطابق محدثین کے یہاں ثابت نہیں، تاہم امت نے اس کو قبول کیا اور اسے میراث کا مستقل ضابطہ قرار دیا۔(فتح المغیث ص : ۱۲۰)ایسے ہی یہ روایت کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت زینبؓ کو چھ سال کے وقفہ کے بعد ان کے سابقہ شوہر ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے پاس ، نیا نکاح کئے بغیر لوٹا دیا ، یہ روایت سنداً صحیح ہے، تاہم قابل عمل نہیں ، جب کہ یہ روایت کہ ابوالعاص کے قبول اسلام کے بعد نئے نکاح کے ساتھ حضرت زینبؓ کو ان کی زوجیت میں دیا گیا تھا، سنداً پہلی حدیث کے مقابلہ میں کمزور ہے، مگر امت میں مقبول ہے اور اس کے مطابق مسئلہ شرعیہ بھی ہے۔(ابو داؤد مع البذل : ۲۹۸/۳)

رفع یدین کے معاملہ میں بھی دلائل شرعیہ اس بات کا اشارہ کرتے ہیں کہ ایک خاص زمانے تک کا عمل نبوی تھا، تاحیات اس کا معمول نہیں رہا، اخیر زمانے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین ترک فرما دیا تھا، خلفاء راشدین اور کبار صحابہ بھی رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے، ایسے میں یہ کہنا کہ رفع یدین والی حدیث بخاری میں ہے، علمی کمزوری کی بات ہے۔

تیسرا مغالطہ

بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ رفع یدین سنت متواترہ ہے، اس دعوی کی دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ امام بیہقیؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی سند سے یہ روایت نقل کی ہے کہ تکبیر تحریمہ کے موقع پر اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وفات تک معمول رہا،

حالانکہ ائمہ محدثین کے نزدیک یہ حدیث انتہائی ضعیف ؛ بلکہ موضوع درجہ کی ہے۔(آثار السنن ۱/۲۰۱)

قابل غور بات یہ ہے کہ رفع یدین ایک فعل ہے جو نظر آتا ہے، ثناء وتسمیہ کی طرح کوئی ذکر و تسبیح نہیں کہ

جو دکھائی اور سنائی نہ دیتا ہو، دن رات میں صرف فرض رکعتیں سترہ ہوتی ہیں، ہر رکعت میں کم از کم دو دفعہ رفع یدین تسلیم کیا جائے تو یہ عمل کل ۳۴ بار ہو جائے گا اور مہینہ بھر کی نمازوں میں ایک ہزار سے زائد بار ہو جائے گا، ظاہر ہے رفع یدین اگر اتنی کثرت سے ہوا کرتا ہوتا تو احادیث میں بھی کثرت کے ساتھ اس کا تذکرہ ملتا اور رفع یدین کے قائلین کو ایک ضعیف یا موضوع حدیث کا سہارا لینے کی ضرورت نہ پڑتی۔

چوتھا مغالطہ

بعض کم علم حضرات عوام الناس کو اس طرح دھوکے میں ڈالتے ہیں کہ ''کان'' عربی گرامر کے لحاظ سے استمرار یعنی کسی کام کے جاری رہنے کے معنی میں آتا ہے، رفع یدین والی احادیث میں چونکہ ''كان يرفع يديه'' (بخاری ۱/۱۰۲. مسلم ۱/۱۶۹) جیسے الفاظ آئے ہیں، اس لئے اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اپنی نماز میں رفع یدین فرمایا کرتے تھے،

یہ دلیل اس قدر کمزور قسم کی ہے کہ اس کو دلیل کا نام دینا بھی جہالت و بے وقوفی ہے، اگر ''کان'' ہر وقت استمرار کے لئے ہو تو پھر ان احادیث کا کیا مطلب ہوگا کہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جوتے پہن کر نماز پڑھا کرتے تھے۔(مجمع الزوائد : ۲۲۵۲. كان يصلي في نعليه) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض ازواج مطہرات کا بوسہ لیا کرتے تھے (كان يقبل بعض نسائه) پھر نماز کی طرف چل پڑتے تھے اور وضو نہ کرتے تھے۔(مجمع الزوائد : ۱۲۸۱) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم: اس جگہ نماز پڑھتے تھے جہاں حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما پیشاب کیا کرتے تھے،(مجمع الزوائد : ۱۹۳۲) واقعہ یہ ہے کہ ''کان'' عربی محاورات کے لحاظ سے استمرار کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ محض کسی واقعہ یا عمل یا بات کے اظہار کے لئے بھی آتا ہے۔

پانچواں مغالطہ

ایک تاثر ان حضرات کی طرف سے یہ دیا جاتا ہے کہ: احادیث کے باقاعدہ مجموعے چوں کہ دوسری صدی کے اواخر سے تیار ہوئے، اس لئے یہ عین ممکن ہے کہ وہ حضرات جو رفع یدین کے قائل نہیں ہیں، یعنی امام ابوحنیفہؒ و امام مالکؒ وغیرہ، ان تک وہ احادیث نہ پہنچی ہوں اور ان احادیث کا علم نہ ہونے کی بناء پر وہ ترک رفع یدین پر عامل رہے ہوں، اب جبکہ احادیث کی کتابیں ہمارے درمیان موجود ہیں، ان میں رفع یدین کی بہت

ساری روایات بھی موجود ہیں، اس لئے اب رفع یدین پر سب کو متفق ہو جانا چاہئے،

یہ مفروضہ اور یہ خیال بھی بے بنیاد اور بھولے پن کی بات ہے، احادیث کے ضبط وحفاظت کا کام پہلی صدی ہی سے؛ بلکہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی میں شروع ہو چکا تھا، (درس ترمذی ۱/۳۴ تا ۴۹)

پھر امام اعظم ابوحنیفہؒ کے بارے میں یہ بات کیسے باور کی جاسکتی ہے کہ ان کو رفع یدین والی احادیث معلوم نہ تھی، حالانکہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رفع یدین اور ترک رفع یدین کے مسئلہ میں فقیہ شام امام اوزاعیؒ کے ساتھ جو دلچسپ مناظرہ ہوا تھا، اس کی روداد تاریخ وفقہ کی کتابوں میں آج بھی قلمبند ہے۔(المبسوط للسرخسی ۱/۱۴ . مناقب للمکی ۱/۱۳۰ . عقود الجواهر المنيفة فی ادلة الامام ابی حنیفةؓ للسید مرتضی الزبیدیؒ ۱/۶۰. ۱۶۱اعلاء السنن : فوائد فی علوم الفقه : ۳۱۷)

اس خیال کی لغویت اس سے بھی عیاں ہوتی ہے کہ رفع یدین والی روایات؛ موطا امام مالک میں مذکور ہیں لیکن فقہ مالکی کی مرکزی شخصیت علامہ ابن القاسمؒ کا بیان ہے کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ کہیں اور رفع یدین کرنا امام مالکؒ کے نزدیک کمزور چیز ہے۔(المدونة الکبری : رفع الیدین فی الرکوع والاحرام ۱/۱۶۵)

امام مالک اونچے درجہ کے تبع تابعین میں سے ہیں، ان کا تکبیر تحریمہ کے علاوہ دیگر مواقع پر رفع یدین کرنے کو ضعیف کہنا؛ اس بات پر دلیل ہے کہ رفع یدین، زمانہ تابعین میں متروک ہو چکا تھا اور یہ چیز رفع یدین والی روایات کے منسوخ ہونے کی ایک اہم علامت ہے۔(اعلاء السنن : ترک رفع الیدین فی غیر الافتتاح ۳/۷۷)



مؤلف کے بارے میں

نام	:	محمد مکرم محی الدین
ولدیت	:	محمد مظہر محی الدین صاحب
تاریخ ولادت	:	۲۲/جولائی ۱۹۸۱ء
جائے ولادت	:	حیدرآباد دکن
حفظ قرآن	:	۱۹۹۳ء تا ۱۹۹۵ء مدرسہ تحفیظ القرآن عالیہ مغلپورہ حیدرآباد
قرأت حفص	:	۱۹۹۶ء مدرسہ سراج العلوم ویلگوڑ
ابتدائی تعلیم	:	۱۹۹۶ء تا ۱۹۹۸ء مدرسہ تحفیظ القرآن عالیہ مغلپورہ حیدرآباد
عالمیت	:	۱۹۹۹ء تا ۲۰۰۱ء جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد
فضیلت	:	۲۰۰۲ء دارالعلوم دیوبند
افتاء	:	۲۰۰۳ء جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد
عصری تعلیم	:	بی.کام۔ ایم.اے (اردو)
تدریس	:	۲۰۰۵ء تاحال جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد
خدمت افتاء	:	صفا شریعت ہیلپ لائین ودارالافتاء صفا بیت المال
تالیفات	:	مروجہ تقاریب نکاح: شریعت کی نظر میں
		عاملین اور محصلین زکوۃ: ایک تجزیہ
		طہارت ونماز کے مسائل (قرآن وحدیث کی روشنی میں)
		تخریج وتحقیق: اسوہ نبوی اور خاندانی تعلقات
		(از حضرت مولانا محمد موسی خان ندوی مدظلہ العالی)
		ملک کے معروف اخبارات وجرائد میں مقالات ومضامین کی اشاعت